منصورالزمان صدیقی (صدیقی ٹرسٹ ،کراچی)

پڑوسی کے حقوق

قرآن و حدیث اور سنت کی روشنی میں

ہمارا دین اسلام اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور اپنا دین ہے۔ یہ دین حق کی خوبی ہے کہ زندگی کے ہر مرحلہ کے لئے قرآن وسنت کی روشنی یسر ہے۔ دین و دنیا کی بھلائی اور سہولت کے لئے اسی دین کی تعلیمات پر عمل کرنا ہوگا اس کے خلاف عمل پیرا ہو کر صرف مشکلات اور تکالیف ہی مل سکتی ہیں۔ سہولت و عافیت ممکن نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات پر عمل صرف اتباعِ سنت سے ہی ممکن ہے، جس کی تفصیل احادیث شریفہ میں محفوظ ہے۔ حضور محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے ثابت فرمایا ہے کہ دین پر عمل سہل ہے، اس میں عافیت وسکون ہے۔

حقوق کی اہمیت:۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی بنیادیں اور دائرہ عمل متعین ہے۔ حقوق و فرائض کی پوری وضاحت ہے۔ اللہ کی مخلوق کے جو حقوق آپس میں ایک دوسرے پر قائم ہیں ان کی تشریحات واضح ہیں۔

والدین کے حقوق، اولاد کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق، ہمسایہ کے حقوق، عزیز واقرباء کے حقوق حتیٰ کہ جانوروں تک کے حقوق قائم کر دیئے گئے ہیں۔

اگر یہ حقوق ادا کئے جاتے رہیں تو عام زندگی میں سہولت و عافیت کا باعث بن جاتے ہیں۔ لیکن اگر اس کے خلاف ہو تو پھر یقینی طور پر مشکلات و پریشانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کے حل کے لئے مزید غلط اقدامات کئے جاتے ہیں۔ اور اس طرح مستقل پریشانی مول لی جاتی ہے۔

حقوق و فرائض:۔

حقوق کی تشریح سے قبل فرائض کی تعریف ضروری ہے۔ ادائیگی فرض کے بعد حق قائم ہوتا ہے۔ اگر کسی نے اپنا فرض ہی ادا نہ کیا تو اس کا حق بھی قائم نہیں ہوگا۔ اس کی سادہ مثال کسی ملازم یا مزدور کی ہے اگر وہ اپنا کام انجام نہیں دے گا یعنی اپنا فرض ادا نہیں کرے گا تو اس کی تنخواہ یا مزدوری نہیں ملے گی کہ فرض ادا کئے بغیر حق قائم نہیں ہوتا۔

فرائض سے غفلت، حقوق کی طلب:۔

ہمارے معاشرہ میں حقوق کا غلغلہ رہتا ہے۔ یہ کبھی ہڑتالوں تک پہنچ جاتا ہے اور کبھی بناء فساد بن جاتا ہے۔ لیکن اس پر غور نہیں کیا جاتا کہ فرائض کی ادائیگی کے بغیر حق کس طرح قائم ہو سکتا ہے۔ واضح رہے یہ سارا غلغلہ حق وصول کرنے کی غرض سے ہوتا ہے ادا کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ تاہم ایسی مثالیں بھی ہوں گی کہ فرائض بجا طور پر ادا کر دیئے گئے لیکن آجر نے حقوق ادا نہیں کئے۔ یعنی پوری اُجرت یا مزدوری اور تنخواہ ادا نہیں کی تو اس کے لئے بھی ضابطہ اور قاعدہ موجود ہے۔ ایسا شخص خائن، بددیانات اور بے معاملہ ہے۔ معاشرہ میں ایسے لوگوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں اس لئے ہم اپنے موضوع کی جانب ہی توجہ دیتے ہیں۔

سکون و عافیت:۔

ہمسایہ کے حقوق کی ادائیگی عافیت و سکون کا باعث ہوتی ہے بشرطیکہ دونوں عمل کریں۔ یعنی ہر ایک اپنا فرض اور دوسرے کا حق ادا کرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔

یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی ایک فریق اس پر عامل نہ ہو جب کہ دوسرا ہمسایہ حقوق کا خیال رکھتا ہو۔ ایسی صورت میں مناسب طور پر آہستہ آہستہ کوشش جاری رکھنا چاہیے۔ بددل ہو کر نہیں چھوڑ دینا چاہیے۔ دیر سویر اس کا اثر یقینی ہو گا اور یہی ہمسایہ مستقبل میں اچھا اور ہمدرد پڑوسی ثابت ہو گا۔ اس کے لئے صاحب علم و عمل کی خود ابتداء کرنی چاہیے۔ یہ انتظار بے سود ہے کہ دوسرا پڑوسی ابتداء کرے۔

اللہ کی رحمت:۔

اچھا پڑوسی رحمت ہے۔ پہلے وقتوں میں اچھے پڑوسی کے لئے دعا کی جاتی تھی اب اچھے برے کی تمیز ہی ختم ہو گئی کہ ہماری اکثریت نے حقوق و فرائض کو نظر انداز کر دیا ہے۔ ہمیں علم ہی نہیں کہ ہم پر کیسے فرائض عائد ہیں اور کس کے حقوق ہمیں ادا کرنے ہیں۔

شہری آبادی میں:۔

بڑے شہروں میں جہاں فلیٹوں کے جنگل اُگے ہوئے ہیں۔ یہ صورت ہے کہ دس پندرہ برس کے پڑوسی کے متعلق بھی مکمل معلومات نہیں ہوتیں۔ تعلقات اور ادائیگی حقوق تو بڑی بات ہے۔ صحیح طور پر نام و پیشہ تک کا علم نہیں ہوتا۔ اجس کا نتیجہ یہ ہے کہ ایک ہی عمارت میں ایک دوسرے کے زیر سایہ رہ کر بھی بیگانہ رہتے ہیں۔

تقریباً یہ ہی صورت بنگلہ نشین اور کوٹھیوں میں آباد خاندانوں کی ہے کہ وہ قریب رہ کر بھی فاصلہ رکھتے ہیں۔ حالانکہ حقِ ہمسایہ کے تحت حقوق ایک دوسرے پر قائم ہوتے ہیں۔ اگر ہم صرف اتباعِ سنت

کے تحت ہی تعلقات قائم کریں اور حُسنِ سلوک کا مظاہرہ کریں تو یہ دین و دنیا کے لئے مفید ہو گا۔

ہمسایہ کے حقوق:۔

ہمسایہ کی تعریف واضح ہے۔ جو آپ کے پڑوس میں رہتا ہو خواہ غریب ہو امیر ہو حتّٰی کہ کافر و مشرک ہی کیوں نہ ہو اس کا حق قائم ہے۔ اس کے حقوق کیا ہیں؟ ان کی وضاحت احادیث شریفہ سے واضح ہے پڑوسی دور کا ہو یا نزدیک کا، کافر ہو یا مسلمان، رشتہ دار ہو یا نہ ہو، اس کا حق بطور ہمسایہ قائم ہے اور یہ حق اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ ہے۔

پڑوسی تین قسم کے ہوتے ہیں ان میں ہر ایک اپنے حق کے مطابق حُسنِ سلوک کا مستحق ہے۔

پڑوسی کے حقوق قرآن و سنت سے ثابت ہیں بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ ان کی ادائیگی کے لئے احکامات ہیں اور اس کے لئے اجر و ثواب ہے۔ دنیا و آخرت کا انعام ہے۔

ہمسایہ کی اہمیت:۔

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "اللہ کے خاص قاصد جبریلؑ پڑوسی کے حق کے بارے میں مجھے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں خیال کرنے لگا کہ وہ اس کو وارث قرار دیں گے۔" (صحیح۔ بخاری و مسلم)

پڑوسی اور ہمسایہ کی اہمیت اس تاکید اور مسلسل احکامات سے ثابت ہے کہ اس درجہ اس کا مقام ہے اور ایسے حقوق ہیں کہ جیسے کسی شخص پر والدین اور اولاد یا قریبی اعزہ کے ہوں جو وارث ہوتے ہیں۔ ان کے مطابق پڑوسی کا بھی حصہ ورثہ میں نہ شامل ہو جائے۔ اس ارشاد گرامی کا مقصد پڑوسی کے حقوق کی اہمیت واضح کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی شرط ہے:۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(۲) ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم آپ کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے لے کر اپنے اوپر ملنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا، "تمہارے لئے اس کا کیا باعث اور محرک ہے"؟ (یعنی تم ایسا کیوں کر رہے ہو) انہوں نے عرض کیا کہ بس اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ "جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اس کو اللہ اور رسول کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اس سے اللہ و رسول کو محبت ہو تو اسے چاہیے تین باتوں کا اہتمام کرے۔ (۱) بات کرے تو سچ بولے۔ (۲) جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے (۳) اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے۔" (شعب الایمان للبیہقی)

یہاں پڑوسی کے حقوق کا بیان حق و سچ و امانت کے ساتھ فرما کر اس کو حق و امانت کے برابر درجہ عطا فرمایا ہے جس سے اس کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔

لازمہ ایمان:۔

حضرت ابوشریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(۳) میں نے اپنے کانوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا اور جس وقت آپ یہ فرمار ہے تھے اس وقت میری آنکھیں آپ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ اپنے پڑوسی کے ساتھ اکرام کا معاملہ کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا "چپ رہے"۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

مہمان جو کبھی کبھار عارضی قیام کے لئے آتا ہے اس کا اکرام اور مستقل ہمسایہ و پڑوسی کا اکرام ایک ہی ارشاد گرامی میں خاص وزن رکھتا ہے۔ اس سے ہمسایہ کے حق کا تعین ہو سکتا ہے۔ پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی لازمہ ایمان ہے۔

مومن اور جنتی نہیں:۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

(۴) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ "اللہ کی قسم وہ شخص مومن نہیں، اللہ کی قسم اس میں ایمان نہیں، اللہ کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص؟ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس بد نصیب شخص کے بارے میں قسم کے ساتھ ارشاد فرمار ہے ہیں کہ وہ مؤمن نہیں اور اس میں ایمان نہیں؟) آپ نے ارشاد فرمایا کہ: "وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بےخوف نہ ہوں۔" یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

غور فرمائیے کہ اس ارشاد گرامی کے بعد بھی اگر کوئی شخص پڑوسی کے لئے آزار و تکلیف کا باعث ہو اس کا انجام کیا ہوگا؟ ایمان اور جنت سے محرومی سے زیادہ بد نصیبی اور کیا ہے۔

اس کے ساتھ دوسری حدیث شریف میں مزید وضاحت سے ملاحظہ فرمائیے

جنت سے محرومی:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(۵) "وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہو سکے گا جس کی شرارتوں اور ایذارسانیوں سے اس کے پڑوسی

مامون نہ ہوں۔" (صحیح مسلم)

یعنی ایسا مسلمان اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوسکے گا کہ جب تک وہ اپنے کئے کی سزا نہ پالے گا۔

مومن نہیں ہے:۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

(۶) "وہ آدمی مجھ پر ایمان نہیں لایا (اور میری جماعت میں نہیں ہے) جو ایسی حالت میں اپنا پیٹ بھر کے رات کو (بے فکری سے) سو جائے کہ اس کے برابر رہنے والا اس کا پڑوسی بھوکا ہو اور اس آدمی کو اس کے بھوکے ہونے کی خبر ہو۔" (مسند بزار، معجم کبیر للطبرانی)

یہ ہی مضمون قریب قریب انہی الفاظ میں امام بخاری نے "الادب المفرد" میں اور بیہقی نے "شعب الایمان" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اور حاکم رحمہ اللہ نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔

لمحۂ فکریہ:۔

ہم مسلمان جو ایمان کا دعوی رکھتے ہیں اور اتباع سنت بھی ضروری خیال کرتے ہیں غور کریں، کیا واقعی ہم سنت مبارکہ پر عمل کر رہے ہیں، کیا ہم نے کبھی اپنے غریب ہمسایہ کے بارہ میں فکر کی ہے، کیا ہمارے پڑوسی ہم سے خوش اور مطمئن ہیں، ہمارا سلوک برادرانہ اور دوستانہ ہے؟ اگر نہیں تو ابھی وقت ہے ہم اپنے اعمال کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ فکر و توجہ کی ضرورت ہے۔

اچھا ہمسایہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے۔ دکھ درد میں شریک اور ہر معاملہ میں ہمارا ساتھی بن سکتا ہے۔ یہ اس حکم کی تعمیل کا دنیاوی انعام ہے جب کہ آخرت کا انعام ایمان و جنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے حقوق کی ادائیگی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی تعمیل ہے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی ہے۔

چند ضروری حقوق:۔

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پڑوسی کے حقوق تم پر یہ ہیں۔ (۱) اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت و خبر گیری کرو۔ (۲) اور اگر انتقال کر جائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ اور تدفین کے کاموں میں ہاتھ بٹاؤ۔ (۳) اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لئے قرض مانگے تو بشرط استطاعت اس کو قرض دو۔ (۴) اور اگر وہ کوئی برا کام کر بیٹھے تو اس کی پردہ پوشی کرو۔ (۵) اور اگر اسے کوئی نعمت ملے تو اس کو مبارکباد دو۔ (۶) اور اگر کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ (۷) اور اپنی عمارت کو (یعنی مکان جائیداد وغیرہ) اس کی عمارت سے اس طرح بلند نہ کرو کہ اس کے گھر کی ہوا بند ہو جائے۔ (۸) اور جب تمہارے گھر کوئی خاص کھانا پکے تو اس کی کوشش کرو کہ تمہاری

ہانڈی کی مہک اس کے لئے (اور اس کے بچوں کے لئے) باعثِ ایذا نہ ہو، الّا یہ کہ اس میں سے کچھ اس کے گھر بھی بھیج دو۔ (معجم کبیر طبرانی)

اسی حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے یہ اضافہ ہے:

(۸) اور اگر تم کوئی پھل خرید کر لاؤ تو اس میں سے پڑوسی کے ہاں بھی ہدیہ بھیجو اور اگر ایسا نہ کر سکو تو اس کو چھپا کے لاؤ (کہ پڑوس میں خبر نہ ہو اور اس کی بھی احتیاط کرو کہ) تمہارا کوئی بچہ وہ پھل لے کر گھر سے باہر نہ نکلے کہ پڑوسی کے بچے کو دیکھ کر جلن پیدا ہو۔ (کنزالعمال)

یہ پڑوسی اور ہمسایہ کے حقوق ہیں ان پر عمل کیا جائے تو محبت و یگانگت پیدا ہو جائے گی۔ غریب ہمسایہ کے لئے خصوصی توجہ کی ضرورت ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ اگر زیادہ مالی استطاعت نہ ہو تو بھی اس طرح کیا جائے جیسا کہ حسب ذیل حدیث میں فرمایا ہے:

(۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"جب تم میں سے کسی کے یہاں سالن کی ہانڈی پکے تو اسے چاہیے کہ شوربا زیادہ کر لے پھر اس میں سے کچھ پڑوسی کو بھیج دے۔" (معجم اوسط للطبرانی)

یہی ہدایت جامع ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔

پڑوسی اور ہمسایہ کی بھی قسمیں ہیں۔ یعنی ان کے درجات ہیں۔ جو مومن اور مسلمان ہے اور نزدیکی پڑوسی ہے اسکا حق فائق ہے اور جو رشتہ دار بھی ہے اس کا حق اور بھی زیادہ ہے۔

پڑوسی کی تین قسمیں:۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

(۱۰) "پڑوسی تین قسم اور درجے کے ہوتے ہیں۔ (۱) وہ پڑوسی جس کا صرف ایک ہی حق ہو اور وہ (حق کے لحاظ سے) سب سے کم درجہ کا پڑوسی ہے۔ (۲) وہ پڑوسی جس کے دو حق ہیں۔ (۳) وہ پڑوسی جس کے تین حق ہوں۔

ایک حق والا پڑوسی وہ ہے جو مشرک ہے جس سے کوئی رشتہ داری بھی نہ ہو (یعنی اس کا حق صرف پڑوسی ہونے کی وجہ سے ہے) دوسرا وہ ہے جو پڑوسی ہونے کے ساتھ مسلم بھی ہو (یعنی دینی بھائی ہو) اس کا ایک حق مسلمان ہونے کی وجہ سے دوسرا حق پڑوسی ہونے کی وجہ سے تیسرا وہ ہے جو پڑوسی بھی ہو مسلمان بھی اور رشتہ دار بھی ہو۔ (مسند بزار، حلیہ ابن نعیم)

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت کیا گیا ہے کہ ایک دن ان کے گھر بکری ذبح ہوئی۔ وہ تشریف لائے تو انہوں نے گھر والوں سے کہا۔

"تم لوگوں نے ہمارے یہودی پڑوسی کے لئے بھی گوشت کا ہدیہ بھیجا؟ تم لوگوں نے ہماری یہودی

پڑوسی کے لئے بھی بھیجا؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ:

"پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں مجھے جبریل (علیہ السلام) (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) برابر وصیت اور تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو وارث بھی قرار دیں گے۔" (جامع ترمذی)

تعلیم و تربیت بھی حق ہے:۔

اب تک پڑوسی کے اکرام اور عام معاملات کے بارے میں ہدایات پیش کی گئی ہیں۔ اب ایک خصوصی معاملہ یعنی تعلیم و تربیت کے بارے میں ارشاد گرامی ہے۔ دینی تعلیم اور اخلاقی حالت کے لحاظ سے پسماندہ پڑوسی کی تربیت بھی پڑوسی کا حق ہے۔ یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب ہم خود اتباع سنت میں کامل ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل پیرا ہوں۔

(۱۲) علقمہ بن عبدالرحمن بن ابزیٰ نے اپنے والد عبدالرحمن کے واسطے سے اپنے دادا ابزیٰ خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن (ایک خاص خطاب میں) ارشاد فرمایا کہ:

"کیا ہو گیا ہے ان لوگوں کو اور کیا حال ان کا (جنہیں اللہ نے علم و تفقہ کی دولت سے نوازا ہے اور ان کے پڑوس میں ایسے پسماندہ لوگ ہیں جن کے پاس دین کا علم اور اس کی سمجھ بوجھ نہیں ہے۔ وہ اپنے ان پڑوسیوں کو دین سکھانے اور ان میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتے ہیں، نہ ان کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں، نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرتے ہیں۔ اور کیا ہو گیا ہے ان (بے علم اور پسماندہ) لوگوں کو کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھنے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی فکر نہیں کرتے، نہ ان سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

اللہ کی قسم دین کا علم اور اس کی سمجھ رکھنے والے لوگوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے (ناواقف اور پسماندہ) پڑوسیوں کو دین سکھانے اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی کوشش کریں اور وعظ و نصیحت کریں اور انہیں نیک کاموں کی تاکید کریں اور برے کاموں سے منع کریں۔ اسی طرح ان کے (ناواقف اور پسماندہ) پڑوسیوں کو چاہیئے کہ وہ خود طالب بن کر اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم و فہم حاصل کریں اور ان سے نصیحت لیں یا پھر (یعنی اگر یہ دونوں طبقے اپنا اپنا فرض ادا نہیں کریں گے) تو میں ان کو دنیا ہی میں سخت سزا دلواؤں گا۔"

(مسند اسحٰق بن راہویہ، کتاب الواحدان للبخاری۔ مصنف ابن السکن۔ مسند ابن مندہ)

غور و فکر کی ضرورت:۔

اس آخری حدیث شریف میں سب سے آخر کا ٹکڑا خصوصی غور و فکر کا حامل ہے۔ ارشاد فرمایا اگر پڑوسی تعلیم و تربیت کا اپنا اپنا فرض اداء نہیں کریں گے تو دنیا میں ہی سخت سزا دلواؤں گا۔ اس ارشاد عالی کی روشنی میں غور کیا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سزا ہمیں مل رہی ہے آئے دن کی لڑائی جھگڑے، فسادات کہیں، بچوں کی لڑائی میں بڑوں کا ملوث ہو کر قتل اور اقدامِ قتل تک پہنچ جانا، کہیں اغوا و سرقہ کے

جرائم کا ہونا، کہیں مقدمہ بازی قائم ہو جانا۔ یہ سب سزائیں اسی ارشادِ گرامی کے تحت ہیں۔ اگر ہم اپنی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے تو یہ سب کچھ پیش نہ آتا۔

اتباعِ سنّت کا اجر و ثواب ضائع کر دینا ہی بڑا عذاب ہے چہ جائیکہ یہ آفات نازل ہوں۔ ظاہر ہے یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم نے اپنی بنیادی تعلیمات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کا فہم اور سمجھ عطا فرمائے اور ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی خود اپنے لئے رحمت ہے اس کا انعام دین و دنیا میں ظاہر و ثابت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ عزوجل:۔

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات فی الحقیقت وحی الٰہی ہیں۔ آپ نے جو بھی ارشاد فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم و تعلیم کے مطابق ہے۔ باری تعالیٰ سبحانہ کا ارشاد گرامی ہے۔

اِن ھُوَ اِلَّا وَحیٌ یُوحیٰ (النجم ۴)

ترجمہ: (ان کا کلام تو) تمام تر وحی ہی ہے جو ان پر بھیجی جاتی ہے۔

اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی تعلیم فرمایا وہ من جانب اللہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات وحی الٰہی کے مطابق اور ان پر عمل اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تعمیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:۔

پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اللہ کی عبادت کرو اور کسی چیز کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور حُسن سلوک رکھو والدین کے ساتھ اور قرابت داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور پاس والے پڑوسی اور دور والے پڑوسی اور ہم مجلس اور راہ گیر کے ساتھ اور جو تمہاری ملک میں ہے ان کے ساتھ۔ قطعاً اللہ ایسوں کو دوست نہیں رکھتا جو خود بین ہیں فخار ہیں۔ (پارہ نمبر ۵ سورہ ۴ آیت نمبر ۳۶)

والدین، قرابت دار، یتیم، مسکین اور پڑوسی حسن سلوک کے مستحق ہیں۔ ان کے ساتھ ہم مجلس (دوست احباب اور مسافر، لونڈی اور غلام یا ملازمین) بھی حسن سلوک کے مستحق ہیں۔ یہاں بھی والدین اور قرابت داروں کے ساتھ پڑوسی کا ذکر آنا اس کی اہمیت ظاہر کرتا ہے۔

تجربہ شرط ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات شریعت مطہرہ کی بنیاد ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ اس کلامِ الٰہی کی تشریح ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و اقوال اس کی عملی تفسیر ہیں۔

یہ تمام احکامات انسانوں کے اپنے مفاد کے لئے ہیں عمل شرط ہے۔ اگر بنیادی چیز یعنی عمل ہی نہ

ہو تو ظاہر ہے فائدہ کیا ہو گیا۔

بات صاف اور واضح ہے، تجربہ شرط ہے آج ہی عمل پیرا ہو کر ان ہدایات کا فائدہ دریافت کر لیجئے۔

یہ ہی نہیں شریعت مطہرہ کے تمام اصول و قواعد مخلوق کے اپنے فائدہ کے لیئے ہیں۔ ان پر عمل کر کے ہی دین و دنیا کی فلاح حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ نہ کوئی صورت ممکن ہے اور نہ کوئی طریقہ ہے۔

ایک گزارش

بات صرف پڑوسی اور ہمسایہ کے حقوق تک ہی محدود نہیں ہے۔ حقوق العباد کی ایک جامع فہرست ہے۔ ضرورت غور و فکر کی ہے۔ ہمارا طرز فکر دین کے مطابق اور تابع ہو تو صراطِ مستقیم حاصل ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی اتباع اور ایمانِ کامل بنیادی اصول ہے اس کے لیئے علم حاصل کرنا ضروری ہے۔

بزرگوں کی صحبت اختیار کرنا اور طالب بن کر ان کی مجلس میں حاضر ہونا علم کے حصول کا بہتر ذریعہ ہے۔ ظاہر ہے یہ ہر شخص کے لیئے ہر وقت ممکن نہیں بلکہ گاہ بگاہ ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ آج کے مصروف دور میں جب کہ ہم نے مصنوعی ضروریات پیدا کر کے ان کو رفع کرنے کے لیئے خود غیر ضروری مصروفیات پیدا کر لی ہیں۔ مناسب ہے کہ جس وقت سہولت ہو مطالعہ کی عادت ڈالیں۔ علم دین کا ضرورت کے مطابق حاصل کرنا واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

ہمارے حکمران منافقانہ طرز عمل اختیار کر کے اسلام کو بدنام کر رہے ہیں اور خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں۔

اجتماع جمعہ میں مجلس احرار اسلام کراچی کے صدر جناب شفیع الرحمن، جناب محمود احمد، قاری شیر علی اور دیگر احرار کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

جناب سید کفیل بخاری نے قیام کراچی کے دوران مولانا محمد اسلم شیخو پوری (مدیر ماہنامہ الاشرف) سے ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کی۔ وہ جامعہ بنوریہ میں بھی تشریف لے گئے۔ علاوہ ازیں مدرسہ عربیہ سیف الاسلام میں محترم قاری شیر علی کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ مدرسہ کے نظم و نسق اور تعلیمی صورت حال کا جائزہ لیا اور احرار کارکنوں کو تنظیمی ہدایات دیں۔ جناب بخاری صاحب ۲۰، رمضان المبارک ۹، جنوری کو واپس ملتان تشریف لے گئے۔